☆۔پہلہ اہم ترین تقاضا۔☆

تحریر نمبر۔۲ (حصہ اول)

دین کی اولین بنیاد

(لا الٰہ الّا اللّٰہ)

ابوعبداللہ

(ہمارا عزم)

☆سچائی کی پیروی☆

(WWW.KHIDMAT-ISLAM.COM)

(Email:KHIDMAT777@GMAIL.COM)

بسم الله،الحمد لله، و الصلاۃ و السلام علی رسول الله

دین کا وہ سب سے اہم نکتہ جس کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث کیا گیا، وہ توحید باری تعالیٰ یعنی (لا الٰہ الاّ اللہ) ہے۔تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت کی اولین بنیاد یہی تھی۔ جو اس حقیقت کو پانے میں ناکام ہوگیا، وہ بازی ہار گیا۔ وہ سب کچھ پا کر بھی سب کچھ کھو بیٹھا۔اس ضمن میں پروردگار نے انسانیت کو شدید تنبیہ کردی:

﴿ وَ لَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ فَتُلۡقٰی فِیۡ جَہَنَّمَ مَلُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ﴾

(بنی اسرائیل:39:17)

’’(اے انسان یاد رکھ!) مت بنانا اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود، ورنہ (شرک کی سزا میں) تجھے پھینک دیا جائے گا جہنم میں ملامت زدہ حالت میں دھکے دیتے ہوئے۔‘‘

لیکن افسوس کہ یہ تنبیہات ہمارے لئے بہت ہلکی ہوچکی ہیں۔ یہاں تو ہم خوش فہمیوں میں مبتلا ہو چکے ہیں،لیکن بوقتِ موت ہوش ٹھکانے آجائیں گے،طوطے اڑ جائیں گے۔ ہلاکت سے بچنے کیلئے اس سب سے اہم موضوع پر ضروری معلومات پیش خدمت ہیں۔

اہمیت وضرورت

اس موضوع کی اہمیت کے حوالے سے کئی پہلوؤں پر بات ہوسکتی ہے،لیکن اختصار کی خاطر صرف دو پہلو سمجھتے ہیں:(۱)۔بعثتِ انبیاء علیہم السلام کا بنیادی مقصد اور (۲)۔ملت ابرہیمی (علیہ السلام)؟

(۱)۔بعثتِ انبیاء علیہم السلام کا بنیادی مقصد

انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کرنے کا ایک عمومی مقصد ہے اور ایک خصوصی مقصد۔لیکن افسوس کہ الا ماشاء اللہ مسلمان ان دونوں مقاصد کو بھول چکے ہیں۔ہم ہائی جیک ہو چکے ہیں اور ہمارے لئے یہ دونوں مقاصد اجنبی ہو چکے ہیں۔

عمومی مقصد: انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کرنے کا عمومی مقصد یہ ہے کہ جس نبی پر جو کتاب نازل کی گئی ہے لوگوں کو اس کتاب پر لایا جائے۔لوگ انبیاء علیہم السلام پر نازل ہونے والی کتابوں کی پیروی کو سختی سے ملحوظ رکھیں اور انہیں ضابطہ حیات بنائیں،جیسے ہمارے لئے قرآن حکیم نازل کیا گیا ہے۔اس

ضمن میں مذکورہ حقیقت یوں واضح کی گئی:

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ o ﴾ (آل عمران:164:3)

''یقیناً اللہ نے احسان کیا اہل ایمان پر کہ انہیں میں سے ان میں اپنا رسول مبعوث فرما دیا جو انہیں آیات پڑھ کر سناتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب کی تعلیم اور حکمت سکھاتا ہے۔ اور اس سے قبل یہ کھلی گمراہی میں تھے۔''

یہاں یہ حقیقت دوٹوک الفاظ میں بالکل واضح کردی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو مبعوث کر کے اللہ نے یہ احسان عظیم اسلئے کیا ہے کہ قرآن کی آیات، انکی تعلیم اور اسکی حکمت کے ذریعے لوگوں کا تزکیہ کیا جائے۔ اور یہ بات بھی واضح کردی کہ اس قرآن سے آگاہی سے قبل لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔ لیکن افسوس کہ الا ماشاء اللہ ہمیں قرآن سے تو بغیر سمجھے رسمی تلاوت کے سوا کوئی لینا دینا نہیں اور ہر کسی نے اپنے اپنے تزکئے کے الگ الگ معیارات بنا لئے ہیں! دوسری بات یہ ہے کہ جس مقصد کیلئے نبی کریم ﷺ کو مبعوث کیا گیا، اس مقصد کو ترک کرنا کیا آپ ﷺ کی بعثت کی قدردانی کرنا ہے یا ناقدری!

بعثت کے اس عمومی مقصد پر مزید آگاہی کیلئے دیکھئے: (سورہ جمعہ: آیت:2، البقرہ: 129)

<u>بعثت کا خصوصی مقصد:</u> ہمارے پیارے رسول ﷺ سمیت دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی تشریف آوری کا خصوصی مقصد (لا الٰہ الا اللہ) یعنی ہر نوع کے شرک سے بچا کر اللہ کی وحدانیت لوگوں میں راسخ کرنا تھا۔ نزولِ قرآن کا عمومی مقصد تو دین کے سارے احکامات کا تبین ہے، لیکن خصوصی مقصد اللہ کی وحدانیت ہے، جیسا کہ پروردگار نے فرمایا:

﴿ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ لِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ لِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ o ﴾ (ابراہیم:52:14)

''اس قرآن کا لوگوں کی طرف پہنچا دیا جانا ہے، تاکہ لوگ اسکے ذریعے سے متنبہ کر دیئے

جائیں اور لوگ اس حقیقت کو جان لیں کہ وہ معبود صرف ایک ہی معبود ہے، تا کہ عقلمند لوگ عبرت ونصیحت پکڑ لیں۔''

اس آیت کریمہ پر جتنا بھی سوچیں کم ہے۔اس میں حقیقت ہر طرح سے اتنے جامع اور زوردار انداز سے کھول دی گئی ہے کہ ابلیس کے ہاتھوں ہائی جیک ہونے کی کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑی۔ یہاں یہ بات بالکل واضح کردی گئی ہے کہ قرآن لوگوں کی طرف اس خصوصی اور سب سے بڑے مقصد کے تحت اتارا گیا ہے کہ لوگ (لا الہٰ الا اللہ) کی حقیقت کو جان کر اپنے آپ کو ہلاکت سے بچالیں۔لیکن افسوس کہ ہم کسی اور ہی طرف رختِ سفر ہیں۔!

چنانچہ نبی کریم ﷺ کی دعوت کا مرکز ومحور بھی توحید ہی تھی جسے بڑے واضح انداز میں یوں بیان کیا گیا:

﴿قُلۡ اِنَّمَاۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰهَ وَ لَاۤ اُشۡرِکَ بِهٖ اِلَيۡهِ اَدۡعُوۡا وَ اِلَيۡهِ مَاٰبِo﴾

(سورۃ الرعد،آیت:36)

''فرمادیجئے مجھے تو صرف اللہ کی بندگی کا حکم دیا گیا ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے کہ کسی کو اسکے ساتھ شریک ٹھراؤں اور اسی کی طرف میں دعوت دیتا ہوں اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔''

آپ ﷺ نے جب سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف (گورنر بنا کر) بھیجا تو فرمایا:

((فلیکن اول ماتدعو ھم الی ان یوحدوا اللہ تعالیٰ))

(بخاری ،التوحید،رقم:7372)

''پہلی چیز جس کی طرف تُو انکو دعوت دے وہ اللہ تعالیٰ کی توحید ہی ہونی چاہئے۔''

پیغمبرانہ سنت تو یہی تھی لیکن افسوس کہ آج ہماری دعوت میں دنیا جہاں کے موضوعات تو ہوتے ہیں لیکن توحید پر کم ہی بات ہوتی ہے............!

دیگر انبیاء علیہم السلام کی دعوت کی بنیاد: وہ بنیادی نقطہ جس پر تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت کی بنیاد تھی ۔وہ نقطہ توحیدالوہیت (عبودیت) تھا،جیسا کہ:

حضرت نوح علیہ السلام نے ان الفاظ میں دعوتِ توحید قوم کے سامنے پیش کی۔

﴿ فَقَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ﴾ (سورۃ الاعراف،آیت۔59)

''اے میری قوم کے لوگو، اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔''

اسی طرح انہیں الفاظ میں دعوت دی: حضرت ھود، حضرت صالح، حضرت شعیب، حضرت یوسف، اور حضرت عیسیٰ .... علیہم السلام سمیت دیگر تمام انبیاء کرام نے، تفصیل کیلئے دیکھئے:
(سورۃ الاعراف، آیت:65)، (سورۃ الاعراف۔73)، (سورۃ الاعراف۔85)، (سورہ یوسف 12 آیت:40)، (سورہ زخرف، آیت۔64)

اور تمام انبیاء علیہم السلام کی اس دعوت کو ایک آیت کریمہ میں یوں واضح کر دیا گیا:

﴿ وَ مَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ ﴾ (سورۃ الانبیاء، آیت:25)

"ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھی بھیجا ہے، اسے یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس تم میری ہی بندگی کرو"

لیکن افسوس کہ الا ماشاءاللہ ہماری تقاریر، تحاریر.... کی بنیاد اس اصل موضوع پر نہیں۔!

توحید و رسالت کا باہمی ربط: انسان کی نجات کیلئے توحید (لا الٰہ الا اللہ) کے بعد دوسرا اہم ترین تقاضا رسالت (محمد الرسول اللہ) ہے۔ اور ان دونوں عنوانات کا باہمی ربط یہ ہے کہ: توحید سمیت دین کے دیگر تمام عنوانات پر شفاف، سچی اور حقیقی رہنمائی کیلئے "رسالت" بمثل مینارہ نور ہے جو فہمِ توحید کیلئے شفاف روشنی مہیا کرتی ہے۔ لہٰذا توحید سمیت دین کے دیگر عنوانات پر صحیح رہنمائی کیلئے رسالت کے تقاضوں کو بھی پورا کرنا ضروری ہے۔ رسالت کی تفہیم اور اسکے تقاضوں سے آگاہی کیلئے دیکھئے ہماری تحریر: (رسالت: محمد الرسول اللہ)

(۲)۔ ملت ابرہیمی

ہمارا دین، دینِ ابراہیمی ہے۔ ہر نبی کی کچھ امتیازی صفات ہوتی ہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا امتیازی وصف قرآن میں ہر نوع کے شرک سے سخت اجتناب اور اللہ کی توحید پر جم جانا، اللہ کی طرف مکمل یکسو ہو جانا بیان ہوا ہے۔ اسی امتیازی صفت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے رسول ﷺ کو بھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی پیروی کا حکم دیا ہے:

☆ ﴿ ثُمَّ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا وَ مَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ۝ ﴾ (النحل:16:123)

''پھر ہم نے وحی کی آپ کی طرف کہ پیروی کرو ملتِ ابراہیم کی، جو یکسو تھے اللہ کی طرف اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔''

''حنیفا'' کا مطلب ہے: کسی کی طرف یکسو ہو جانا، اپنے آپ کو اسکے حوالے کر دینا، اسی کی طرف متوجہ ہو جانا، اسے اپنا کارساز بنالینا۔ یہ امتیازی صفت تھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی۔

نبی کریم ﷺ سے یہ دوٹوک اعلان کروادیا گیا:

☆ ﴿قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ﴾ (الانعام:6:161)

''اے رسول! فرما دیجیئے، میرے رب نے مجھے سیدھی راہ دکھادی ہے یعنی راست دین (جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں) جو طریقہ ہے ابراہیم کا جو یکسو (ایک اللہ کی طرف متوجہ) ہو گئے تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے''

اسی امتیازی صفت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو پوری امت کے برابر قرار دیا:

☆ ﴿ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیْفًا وَ لَمْ یَكُ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴾ (النحل:16:120)

''واقعہ یہ ہے کہ ابراہیم اپنی ذات میں ایک پوری امت تھے، اللہ کے مطیع وفرمانبردار، یکسو اور وہ کبھی بھی مشرکوں میں سے نہ تھے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس ملت ابراہیمی سے منہ پھیرنے والے کو بے وقوف قرار دیا ہے:

﴿وَ مَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ﴾ (البقرہ:2:130)

''ابراہیم کی ملت (یعنی طرزِ دین) سے تو وہی بے رغبتی کرے گا، جو محض بے وقوف ہو۔''

اللہ ہماری اصلاح فرمائے، الا ماشاء اللہ اکثریت اسی بے وقوفی کی راہ پر گامزن ہو چکی ہے۔!

پس: بلاشک وشبہ معلوم ہو گیا کہ شرک سے بچ جانا ہی ملت ابراہیمی میں داخل ہونا ہے۔ لیکن افسوس کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اسوہ کے برعکس اب حالات یہ ہو چکے ہیں کہ جو اللہ کے لئے یکسوئی اختیار کرے اسے منکر قرار دے دیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہی انسانیت کی عظمت اور معراج تھی جو انسان سے مطلوب تھی، جیسا کہ ہمارے رب نے فرمایا:

﴿وَ مَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَ اتَّخَذَاللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًاo﴾ (سورۃ النساء:4:125)

''اورکس کا دین اس سے بہتر؟ جس نے اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جھکا دیا ہو اور وہ نیکوکار بھی ہو اور یکسو ہو کر پیروی کر رہا ہو ابراہیم کے طریقے کی اور ابراہیم کو اللہ نے اپنا خلیل چُن لیا تھا۔''

یہ دعوت عام ہے ہر اس فرد کے لیے جو سچے صراط مستقیم کو تھامتے ہوئے عظیم ترین کامیابی اور رفعتوں کا خواہاں ہو۔

دعوتِ توحید پر قوموں کا ردعمل

قرآن مجید گواہ ہے کہ اس دعوت کو چند لوگوں کے سوا کسی نے قبول نہیں کیا اور کہا کہ یہ باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں، جیسا کہ سیدنا شعیب علیہ السلام کی قوم نے کہا:

﴿قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا وَ لَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ وَ مَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍo﴾ (ھود:11:91)

''وہ بولے اے شعیب! جو باتیں تم ہمیں کہتے ہو ان میں سے اکثر باتیں تو ہماری سمجھ میں ہی نہیں آتیں اور بلاشبہ ہم دیکھتے ہیں کہ تُو ہم میں بہت کمزور ہے اور اگر تمھارے کنبہ کا لحاظ نہ ہوتا تو ہم نے تمھیں سنگسار کر دیا ہوتا اور تم ہم پر غالب نہیں۔''

اسی طرح حضرت ھود علیہ السلام کی دعوت پر لوگوں نے کہا جو باتیں تم کرتے ہو اسکی وجہ یہ ہے کہ تمھیں ہمارے کسی معبود کی بددعا لگی ہے:

﴿قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّ مَا نَحْنُ بِتَارِكِيْۤ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَ مَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ o اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ قَالَ اِنِّيْۤ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَ اشْهَدُوْۤا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَo﴾ (ھود:11:54-53)

''انہوں نے کہا اے ھود! تو ہمارے پاس کوئی دلیل تو لایا نہیں اور ہم صرف تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ ہم تجھ پر ایمان لانے والے ہیں، بلکہ ہم تو یہی

کہتے ہیں کہ تمھیں ہمارے کسی معبود نے خرابی میں مبتلا کر دیا ہے۔آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں تو اللہ کے سوا ان سب سے بیزار ہوں جنہیں تم شریک بناتے ہو۔''

نبی کریم ﷺ نے جب قریش کو دعوتِ توحید دی تو شیطان نے قریش کو آپ ﷺ کے خلاف یوں آگ بگولہ کیا:

﴿وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَ هُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ o اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ o﴾ (ص:38:5-4)

''اور وہ انہوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس انہیں میں سے ڈرانے والا آیا اور (ان) کافروں نے کہا یہ تو جادوگر ہے بڑا کذاب ہے۔اس نے تو سب معبودوں کا ایک ہی معبود بناڈالا بلاشبہ یہ بڑی عجیب بات ہے۔''

آج بھی حالات کوئی زیادہ مختلف نہیں۔نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق قربِ قیامت دین اجنبی ہو جائے گا اور بچنے کیلئے واپس حجاز میں پناہ لے گا،جس طرح سانپ جان بچانے کیلئے واپس بل میں جاتا ہے۔آج بھی اس موضوع کو الا ماشاء للہ عجیب سمجھا جاتا ہے۔لیکن ہم کسی کا نہیں اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔یہاں تو خوش فہمیاں ہیں،لیکن بوقت موت طوطے اڑ جائیں گے۔اللہ ہماری اصلاح فرمائے۔(آمین)

شیطانی نقب

مذکورہ حوالے سے قرآن وسنت میں بیان کردہ شدید تنبیہیات کے باوجود شیطان نے اپنا کام نکال لیا ہے۔اس حوالے سے شیطان نے اپنی ساری توانائیاں بروئے کار لاتے ہوئے،بہت چالاکی سے نقب لگا کر انسان کو قابو کیا ہے کہ اسے کان وکان خبر نہ ہو،جیسے:

(۱)۔انسان کی آنکھیں کھولنے کیلئے نازل کردہ خالق کی شدید تنبیہات انسان کیلئے بہت ہلکی ہو جاتی ہیں۔کان پر جوں نہیں رینگتی،ٹس سے مس نہیں ہوتا۔

(۲)۔توحید اور شرک کی اصطلاحات کو نظروں میں بُرا کر دینا،جو شرک سے بچانے کی بات کرے اسے بُرا بھلا کہلوانا تا کہ لوگ سنجیدگی کی بجائے،اعراض کریں اور توحید اور شرک کی حقیقت سمجھنے سے گریز کریں۔

(۳)۔ قرآنی آیات کی غلط تاویل وتحریف کے ذریعے اصل حقیقت سے پھیر کر خوش فہمی میں مبتلا کر دینا۔ اگر کسی چیز کا جواز بیان ہوا ہو تو اس جواز کو اصل بنا کر جواز کو پکڑ لینا، جبکہ دین کی اصل کو نظر انداز کر دینا۔

(۴)۔ بخشش اور رحمت الٰہی کی غلط امید پیدا کرنا۔

(۵)۔ اس دھوکے میں مبتلا کر دیا ہے کہ: کلمہ گو شرک کا ارتکاب کر ہی نہیں سکتا، لہٰذا سو جائیں۔ نہ فہم شرک سے آگاہی کی ضرورت ہے اور نہ ہی بچنے کی فکر۔

نوٹ: اس ضمن میں تفصیلی آگاہی کیلئے دیکھئے ہماری تحریر (ظلم عظیم پر جامع رہنمائی، باب:۲)

اس دھوکے کے شکار بدنصیب دنیا میں تو فہم توحید پر آنے اور شرک سے بچانے والوں کی بات نہیں سنتے، لیکن بوقت موت روئیں گے، چیخیں گے، چلائیں گے کہ کاش کوئی زبردستی ہی بتلا دیتا تاکہ ہم بھی اس تباہی سے بچ جاتے۔ لیکن اس وقت رونے کا کیا فائدہ۔!

توحید میں اعتدال کی ضرورت

اکثریت تو توحید و شرک کے فہم اور شرک سے بچنے کے حوالے سے غفلت کا شکار ہوئی ہے، جبکہ بعض نے شرک کی مذمت و تردید میں غلو بھی کیا ہے۔ اس ضمن میں احتیاط کرنی چاہیے، اعتدال پر رہتے ہوئے، دلائل کی روشنی میں توحید و شرک کی وضاحت کرنی چاہیے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ نہ تو بندوں کو اللہ کی صفات کا حامل ٹھرایا جائے اور نہ ہی بندوں کا مرتبہ و مقام جو اللہ نے انہیں دیا ہے، اس سے انہیں گرایا جائے۔ دیانتداری اور ایمانداری یہی ہے کہ ہر ایک کو اسکا مقام اور حق دیا جائے۔ اللہ عزوجل ہمیں اعتدال پر رہتے ہوئے سچائی اور اخلاص کے ساتھ حقیقی صراطِ مستقیم کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اگر بات سمجھ آ گئی ہے اور فکر پیدا ہو گیا ہے تو، دین کے اس سب سے اہم ٹاپک یعنی توحید کیا ہے؟ اسکی مختلف اقسام کو سمجھنے کیلئے دیکھئے ہماری تحریر: (توحید: لا الٰہ الا اللہ)

۞۞۞۞۞

سچی سُچی رہنمائی (Pure Guidance)

پمفلٹ (Pamphlets)

عام لوگوں کیلئے اہم موضوعات پر ضخیم تحاریر کی بجائے پمفلٹ کی شکل میں زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر

1	ہماری حقیقت (نفس اور روح)	2	دین کی اصل
3	ایمان کی مختلف حالتیں	4	ہدایت پر ضروری معلومات
5	اصل اور جواز	6	تطبیق: ہدایت کیلئے ناگزیر
7	قرآن سے رہنمائی پر ایک بڑی غلط فہمی	8	قرآن فہمی کی اہمیت
9	جزوی اسلام کا نتیجہ	10	توبہ اور بخشش کا قرآنی ضابطہ
11	قتلِ ناحق (ایک بڑی غلط فہمی کا ازالہ)	12	قلب کی حالتیں
13	اخروی زندگی کی جھلک	14	ابدی زندگی کی حسرتیں
15	فریضہ دعوت و اصلاح	16	جہاد (زیرِ تحریر)
17	انفاق فی سبیل اللہ	18	زندگی کیا ہے؟
19	موت کو دریافت کرنا	20	تزکیہ و تقویٰ
21	سکون کے ذرائع	22	نظروں سے اوجھل بے عدلی کی شکلیں
23	خضاب کی شرعی حیثیت	24	اختلاط: نوجوان نسل کیلئے بڑی آزمائش

﴿آئیں دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے پیغام حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں﴾

نوٹ: دیانتداری سے کوشش تو پوری کی گئی ہے کہ سچائی کو واضح کیا جائے۔ لیکن انسانی کاوش خطا سے پاک نہیں۔ اسلئے جو بھی کوئی خطا ہوئی ہوگی تو وہ دانستہ نہیں، بلکہ سہواً ہوئی ہوگی۔ لہٰذا اگر کہیں کوئی کمی بیشی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں۔ ہم آپ کے بے حد ممنون ہوں گے۔